ملالہ پر دلخراش قاتلانہ حملہ

قاضی حسین احمد

کون ایسا شقی القلب انسان ہوگا جو 14 سال کی ایک معصوم بچی پر سفاکانہ قاتلانہ حملے کیلئے وجہ جواز تلاش کرے گا۔ انسانی تہذیب، اسلامی تعلیمات اور پختون روایات میں دوران جنگ بھی جنگ سے کنارہ کش عورتوں پر ہاتھ اٹھانا ایک شرمناک فعل ہے اور خاص طور پر ایک 14 سالہ بچی کو نشانہ بنانا جو ابھی پوری طرح سن شعور کو بھی نہیں پہنچی اور ابھی اپنے باپ کے اسکول میں زیر تعلیم و تربیت ہے اور خود ابھی اپنے شعوری ارادے کی مالک نہیں بنی کسی بھی منطق سے واجب القتل ٹھرانا کسی ایسے شخص کا کام نہیں ہے جس کو اسلامی تعلیمات کی ابجد سے بھی واقفیت ہو اور جسکا یہ عقیدہ ہو کہ وہ اپنے خالق و مالک کے سامنے جوابدہ ہے۔

پاکستان کے کسی معروف چھوٹے یا بڑے عالم دین نے آج تک پاکستان میں پیدا ہونے والے دہشت گردی کے کسی واقعے کیلئے کوئی جواز پیش نہیں کیا۔ اکثریت نے یہ رائے دی ہے کہ یہ پاکستانی حکومت اور پرویز مشرف کی امریکہ نواز پالیسی کا شاخسانہ ہے لیکن پاکستان کے تمام علماء اور دینی جماعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی نظام کے نفاذ کا طریق کار وہی ہے جو حضور نبی کریمؐ نے اختیار کیا تھا۔ انہوں نے، (i) تمام انسانوں کو ایک اللہ کی بندگی اختیار کرنے کی دعوت دی، (ii) جن لوگوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا اور ذاتی سیرت و کردار کے لحاظ سے ان سب کو مثالی انسان بنایا۔ حضور نبی کریمؐ نے ان برگزیدہ صفات کے مالک افراد کو اسلام کے سنہری اصولوں اور تعلیمات کے مطابق ایک امت میں ڈھال لیا۔ علامہ اقبالؒ نے اپنی فارسی مثنوی ''اسرار خودی'' اور ''رموز بیخودی'' میں پوری شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ایک مسلمان کا ذاتی کردار کن بنیادی عناصر پر مشتمل ہوتا ہے اور مسلمان افراد کن اصولوں کے تحت ایک امت اور ایک قوم بنتے اور اجتماعی خودی پیدا کرتے ہیں۔ مولانا مودودیؒ نے اپنی مختصر کتاب مسئلہ قومیت میں اسلامی قومیت کی بنیادوں کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد انکے عقیدہ اور اس پر عمل کرنے پر مبنی ہے۔

حضور نبی کریمؐ نے مسلم امت کی تشکیل کی جو ہم فکر اور ہم سیرت انسانوں کا ایک خوبصورت گلدستہ ہے۔ اس طرح آپؐ نے انسانوں کو نسلی، لسانی اور علاقائی تعصبات سے بالاتر کر کے انسانیت کی تعلیم دی اور انسان کو انسان بنادیا۔ چودہ سالہ معصوم بچی کے خلاف اس مذموم کارروائی کا نتیجہ کیا نکلا ہے۔ آج پاکستانی افواج کے سربراہ، وزیراعظم، افغان وزیراعظم، بھارتی حکومت اور میڈیا، امریکی صدر اوباما، امریکی وزیرخارجہ ہیلری کلنٹن اور امریکہ میں فحاشی اور عریانی کی ماڈل ''میڈونا'' ملالہ پر قاتلانہ حملے کی مذمت میں ایک دوسرے کے ہمنوا اور شانہ بشانہ ہوگئے ہیں اور یہ سب ان سینکڑوں معصوم بچوں اور بچیوں کو بھول گئے ہیں جو روزانہ پاکستان، افغانستان، فلسطین، اراکان (برما) اور کشمیر میں ڈرون حملوں اور امریکی بمباری اور اسرائیل اور بھارت کے مظالم کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ملالہ پر قاتلانہ حملے کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس کا ثواب خود قاتل لے رہے ہیں۔

معصوم بچی کو تین سال پہلے جب اس کی عمر محض گیارہ سال تھی بی بی سی کے نمائندے نے ایک ویڈیو Schools Dismissed کے ذریعے دنیا سے متعارف کرایا۔ یہ ویڈیو New York ٹائمز کے Website پر دیکھی جاسکتی ہے جس میں وہ جعلی منظر بھی شامل ہے کہ ایک شخص کو مجمع کے سامنے الٹا لٹا کر کوڑے مارے جارہے ہیں اور یہ مشہور کردیا گیا ہے کہ طالبان عورتوں کو کوڑے ماررہے ہیں۔ اس بچی کے منہ میں یہ ڈال دیا گیا اور یہ جیو پر انٹرویو میں نشر ہوا کہ بے نظیر، باچا خان اور اوباما میرے آئیڈیل ہیں۔ بے نظیر اور باچا خان کی حد تک تو ٹھیک ہے کہ ہمارے ملک میں بہت سے لوگ ان کے گرویدہ ہیں لیکن سوات کی ایک معصوم بچی کے منہ میں یہ بات ڈالنا کہ اوباما اس کا آئیڈیل ہے کن عناصر کا کارنامہ ہے جب کہ اوباما کے ہاتھوں افغانستان اور پاکستان دونوں جگہ روزانہ بے شمار افراد قتل ہوتے ہیں جن میں معصوم بچے اور عورتیں بھی شامل ہیں۔ لاکھوں افراد بے گھر ہیں، قبائلی اپنے ہی ملک میں بے گھر اور بے عزت ہوگئے ہیں۔ بے چاری معصوم ملالہ کو اس کے والدین نے امریکی سفیر اور امریکی فوجیوں کے پاس بٹھایا ہے اور تعلیم اور امن کے نام سے امریکیوں کے حق میں رطب اللسان کردیا گیا ہے۔ مجھے اس معصوم بچی اور اس کے ساتھ دو دوسری بچیوں پر قاتلانہ حملے کا شدید صدمہ ہے۔ یہ تینوں میری اپنی بچیاں ہیں، قوم کی بچیاں ہیں معصوم ہیں۔ میں قاتلانہ حملہ کرنے والوں کو وحشی سمجھتا ہوں لیکن میں جرم کا ذمہ دار یا کم از کم ذمہ داری میں شریک ان لوگوں کو بھی سمجھتا ہوں جنہوں نے اس معصوم بچی کو استعمال کیا تاکہ لوگ حضور نبی کریمﷺ کی توہین پر مبنی کارٹونوں اور فلم کو بھول جائیں۔ امریکی ڈرون حملوں کے جرم کو چھپایا جائے اور شمالی وزیرستان پر فوجی کارروائی کے لئے رائے عامہ کو تیار کیا جائے۔ ملالہ اور اسکول کی وین پر مذموم قاتلانہ حملہ فوجی چوکی کے قریب کیا گیا اور حملہ آور بھاگ نکلے جب کہ یہ دعویٰ کیا جارہا ہے کہ سوات کو طالبان سے صاف کردیا گیا ہے ایسے سوالات ہیں جو ہر سوچنے والے ذہن سے جوابات مانگ رہے ہیں۔ پاکستانی میڈیا لاکھ چھپانے کی کوشش کرے لیکن سوشل میڈیا، فیس بک اور Twitter ایسے بیانات اور تصویروں سے بھرے پڑے ہیں جو سراپا سوال ہیں کہ پاکستانی قوم کو کن تاریک گلیوں میں گھسیٹا جارہا ہے۔

اس دلخراش واقعے کی آڑ لے کر مذہبی طبقے کے خلاف یہ پراپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ وہ عورتوں کے مخالف ہیں۔ حالانکہ مذہبی طبقے کے تحت اس وقت بچیوں کے لئے ہزاروں تعلیمی ادارے قائم ہیں جن میں لاکھوں بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ نصاب اور طریق تعلیم پر تو نظر ثانی ہوتی رہتی ہے اور اس میں بہتری کی ہر وقت گنجائش موجود رہتی ہے۔ لیکن کوئی بھی عالم دین بچیوں کے حق تعلیم کا مخالف نہیں ہے کیونکہ یہ حضور نبی کریمﷺ کے واضح فرمودات اور ان کی سنت کی مخالفت ہوگی کہ مسلمان چاہے وہ مرد ہو یا عورت کو تعلیم سے محروم کردیا جائے۔

جہاں تک طالبان کا تعلق ہے انہیں کسی نے بھی اسلام کے شارح کے طور پر قبول نہیں کیا نہ ہی ان کے تمام افعال کی ذمہ داری کسی معروف دینی جماعت نے قبول کی ہے۔ بلکہ ان کی دست برد سے خود مولانا فضل الرحمٰن کی جمعیت علمائے اسلام اور جماعت اسلامی بھی محفوظ نہیں ہے۔ البتہ ان کا علاج قبائلی علاقوں میں آپریشن اور عام قبائلیوں کو نشانہ بنانا اور دربدر خاک بسر کرنا نہیں بلکہ پارلیمنٹ کی قراردادوں کے مطابق ان کے ساتھ سلوک کرنا

ہے کیونکہ کوئی مانے یانہ مانے بہر حال طالبان کی سرپرستی کسی نہ کسی مرحلے پر خود افواج پاکستان نے کی ہے اور حزب اسلامی اور جمعیت اسلامی کو آپس میں لڑوا کر طالبان کو افغانستان میں مسلط کرنے میں پاکستانی حکمرانوں کا حصہ ہے۔ جس زمانے میں طالبان کی تحریک وجود میں آئی تھی اس وقت حزب اسلامی افغانستان کے امیر گلبدین حکمت یار نے ان کا مختصر نام BBC رکھا تھا پہلا (B) نصیر اللہ خان بابر کیلئے جو دعویٰ کرتے تھے کہ طالبان کو انہوں نے منظم کیا ہے۔ دوسرا (B) بیر گلٹن کیلئے جو ان دنوں برطانوی ہائی کمشنر تھے اور (C) کلنٹن کیلئے جو اس وقت امریکہ کے صدر تھے۔ پاکستان کی حکومت نے انہیں تسلیم کیا اور پاکستانی حکومت کے مشورے سے سعودی عرب اور امارات نے بھی انہیں تسلیم کیا اور طالبان حکومت کے نام سے دنیا کے سامنے اسلامی حکومت کا ایک ایسا نقشہ پیش کیا گیا جس کو دنیا کی معروف اسلامی تحریکوں اور جید علماء کی تائید حاصل نہیں تھی۔ طالبان کون ہیں اس کے بارے میں پشاور اور گردو نواح میں ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک صحافی درہ آدم خیل بازار گیا اور وہاں آئے دن کے تشدد دانہ کارروائیوں کے بارے میں دکانداروں سے استفسار کیا کہ ذمہ دار کون ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں سچ کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے آپ اس دیوانے سے پوچھ لیں جو سڑک کے بیچ میں پھر رہا ہے وہ سچ بتائے گا دیوانے سے صحافی نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وردی پہن لیں تو فوجی ہیں اور وردی اتار دیں تو طالبان ہیں۔ کتنے ایسے سخن ہائے گفتنی ہیں جو خوف فسادِ خلق سے ناگفتہ رہ گئے۔